سوال

(55) ستائیسویں شب کوئی میٹھی چیز کھانا یا کھلانا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہر سال رمضان شریف کی ستائیسویں شب سوئیاں یا کوئی بھی میٹھی چیز کھانا کھلانا کیسا ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ بھی محض رسمی اور من گھڑت چیز ہے ۔ اور اس سے بعض جگہ تو یہ پوری رات کھانے اور پکانے کھلانے گپ شپ اور شور و شغب میں گذر جاتی ہے ان للہ وانا الیہ راجعون فقط

مکتوب

رویت ہلال

ایک روزہ کا واقعہ ہے کہ میں ایک بزرگ سے ملنے گیا تو وہاں پرچہ الہدی دربھنگہ مورخہ 16 جولائی 1953 موجود تھا اٹھا کر دیکھنے لگا تو ص 4 : پر دیکھا کہا ستفسارت کے ذیل میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے ایک فاضل نے رویت ہلال کے متعلق عجیب وغریب علمی تحقیقات پش کی ہیں پڑھ کر عقل حیران تھی کہ یاالہی جو اپنی ہی سمجھ میں نہ آئے اسے دوسروں کو کیوں کر سمجھانے کی کوشش کی جارہی ہے ۔

ایسا معلوم ہوتا کہ فاضل محقق نے کسی اسکولی لڑکے سے لفظ ڈیت لائن سن لیا تھا اور کہیں سے جدید علم ہَیت کا لفظ پلےگئے اب ان دونوں لفظوں کا استعمال ضروری سمجھ کر علمی تحقیق کے رنگ میں پش کردیا ورنہ ڈیٹ لائن کو اختلاف مطالع سے کیا واسطہ اور دوسرے شہر کی رویت کو تسلیم کرنے نہ کو جدید علم ہیتَ سے کیا تعلق !فاضل محقق نے حافظ ابن حجر اور علامہ شوکانی کی تحقیقات ذکر کرنے کے بعد اپنی علمی تحقیقات مندرجہ ذیل الفاظ میں پش کی ہیں :

عام طور پر اختلاف مطالع کا ذکر کیا جاتا ہے لیکن اس کا مفہوم متعین نہیں کیا جاتا ۔ اختلاف مطالع کا مفہوم یہ نہیں کہ کسی ملک کے دو شہر کے طلوب وغروب کے مابین ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کا فرق ہو ۔ اختلاف مطالع کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے ۔ ورنہ پھر ایک گاؤں کی رویت اس سے کچھ دور والے گاؤں کے لئے بھی معتبر نہیں ہوسکتی کیوں کہ زمین کے اپنے محور پر گردش کرنے کی وجہ سے ہر مقام کے طلوع وغروب میں کچھ دور والے گاؤں خواہ دونوں میں ایک ہی میل کا فاصلہ کیوں نہ ہوں اپنی رویت پر اعتبار کرے گا وھذا باطل جدا ۔

پس اختلاف مطالع کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں ممالک میں اس قدر دوری واقع ہو کہ دونوں کی تاریخ اور دن میں فرق پڑ جائے جیسا کہ امریکہ اور ہندوستان کے مابین ہے کہ دونوں کی تاریخ اور ایام میں فرق پڑ جاتا ہے جس کو دفع کرنے کے لئے موجود زمانہ میں 180 درجہ طول بلد پر ایک ڈیٹ لائن یا تاریخ بدلنے والا خط فرض کر لیا گیا ہے۔ جب کوئی جہاز مشرق کی طرف سفر کرتے ہوئے اس خط کو پار کرتا ہے تو وہ ایک دفعہ گن لیتا ہے یعنی: اگر دس دسمبر سوموار کو یہ خط پار کیا تو اگلے دن کو بھی دس دسمبر سوموار ہی شمار کرے گا ورنہ پھر تاریخ اور دن میں فرق پڑ جائے گا۔ اور اگر مغرب کی کی طرف سفر کرتے ہوئے اس خط کو پار کرتا ہے وہ ایک دن کو اپنے ایام میں حذف کر دیتا ہے یعنی: اگر دس دسمبر سوموار کو عبور کیا تو اگلا دن 16 دسمبر بدھ شمار کرے گا اس طرح کرنے سے ہندوستان اور امریکہ کے ایام اور تاریخ ایک ہوتے ہیں ورنہ ایک ہر گز نہیں ہو سکتے۔ یہ ہے اختلاف مطالع کا مفہوم۔

پس اگر اختلاف مطلع کو ردیت میں معتبر بھی تسلیم بھی کیا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ امریکہ اور ہندوستان رویت ایک دوسرے کے لئے معتبر نہیں ہو سکتی کیوں کہ دونوں کے ایام و تاریخ میں قدرتا فرق پیدا ہوتا ہے لہذا ممکن ہے امریکہ میں ایک دن ہلال نظر آئے اور ٹھیک اسی دن ہندوستان میں نظر نہی آئے کیوں کہ جس وقت امریکہ طلوع کرے گا اس وقت ہندوستان میں صبح کا وقت ہوگا ظاہر ہے کہ یہ طلوع ہلال کا وقت نہیں ہے اختلاف مطلع کا یہ مفہوم ہندوستان کے کسی دو خطہ پر صادق نہیں آتا۔ اگر پشاور اور صوبہ سرحد میں 29 کا ہلال نظر آئے تو ڈھاکہ اور بہار میں بھی اس دن نظر آ سکتا ہے بشرطیکہ بادل وغیرہ مانع نہ ہوں جیسا کہ اس رمضان کی مثال سے واضح ہوتا ہے۔

کراچی ریڈیو نے نشر کیا کہ 29 کا ہلال نظر آ گیا اور ٹھیک یہی 29 کا ہلال ڈھاکہ اور بہار کے بعض مقام میں بھی نظر آ گیا جیسا کہ موضع مروع کے ایک عالم شخص نے مجھ بیان کیا کہ مرول میں ہم نے بچشم خوااروبہتوں نے 29 کا چاند دیکھا حالاں کہ یہی چاند اس سے چند میل کے فاصلے پر ہم لوگوں کو نظر نہیں آیا۔

پس اس علمی تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ ہندوستان کے کسی خطہ کے مابین اختلاف مطلع نہیں ہے کیوں کہ یہاں انتہائی دو مشرقی و مغربی خطوں کے مابین ڈیرھ گھنٹہ سے زیادہ کا فضل نہیں اور یہ فصل ان دو خطوں کا رویت پر قطعا کچھ بھی اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

جو لوگ جدید علم ہئیت سے ناواقف ہیں اور اختلاف مطلع کا مفہوم نہیں سمجھتے وہی لوگ ایک بلد کی رویت دوسرے بلد کے لئے تسلیم نہیں کرتے اور یہ محض جہالت کی وجہ سے ہے (فاضل محقق کی تحقیق یہاں ختم ہو جاتی ہے)

اب ناظرین غور فرمائیں کہ کون سا عقدہ حل ہوگا اور کونسی گتھی سلجھ گئی؟ چوں کہ رویت ہلال کی بحث ہے لہذا آئیے سب سے پہلے ہم رویت ہلال کی حقیقت اپنے سامنے رکھ لیں پھر اختلاف مطالع سمجھنے کی کوشش کریں تھوڑی دیر کے لئے ناظریں کو غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مندرجات ذیل پر غور خوض فرمائیں:

(1) قدیم علم ہئیت میں بتلایا گیا ہے کہ زمین ساکن ہے۔ آسمان اور اس کے ستارے زمین کے گرد چکر لگاتے ہیں چنانچہ چاند پہلے آسمان میں ہے اور سوج چوتھے آسمان اور نواں آسمان اپنی ذاتی حرکت بھی رکھتا ہے چنانچہ چوتھا آسمان ایک سال مغرب سے مشرق کی طرف ایک چکر لگتا ہے اور پہلا آسمان ایک مہینہ میں مغرب سے مشرق کی طرف ایک چکر لگاتا ہے اور چوں کہ پورے چکر میں 360 درجے ہوتے ہیں جن کو چاند ایک مہینہ میں طے کرتا ہے اس لئے ایک دن میں چاند 12 درجے مغرب سے مشرق کی طرف ہٹ جاتا ہے اور چودہ تاریخ کو جب سورج مغرب میں غروب ہوتا تو چاند مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ چاند کی روشنی ذاتی نہیں ہے بلکہ سورج کی شعاع سے چاند روشن ہوتا ہے اور چاند کا وہ نصف کرہ جو سورج کے سامنے پڑتا ہے ہمیشہ روشن رہتا ہے اور دوسرا نصف کرہ جو سورج کے سامنے نہیں پڑتا ہمیشہ تاریک رہتا ہے اب چاند کے ماہانہ چکر کی وجہ سے کبھی اس کا پورا روشن حصہ ہمارے سامنے ہوتا جیسا کہ چودہویں رات میں اور کبھی اس کا پورا حصہ ہمارے سامنے پڑتا ہے جیسا کہ اٹھائیسوین تاریخ کو۔ اسی طرح مختلف تاریخوں میں اس روشن حصہ کم و بیش نظر آتا ہے یعنی: جتنا ہی چاند سورج سے زیادہ فاصلہ پر ہوگا اتنا ہی اس کا روشن حصہ ہمیں زیادہ نظر آئے گا چنانچہ چودہویں رات کو چاند سورج سے زیادہ فاصلہ پر یعنی: نصف دور کے فاصلہ پر ہوتا ہے تو اس کا روشن حصہ پورا نظر آتا ہے اور جب کم فاصلہ پر رہتا ہے تو کم نظر آتا ہے اور جب بالکل قریب آ جاتا جیسے اٹھائیسویں تاریخ کو تو بالکل نظر نہیں آتا پھر جب انتیسویں یا تیسویں تاریخ کو اتنے فاصلہ پر ہو جاتا ہے کہ اس روشن حصہ کا کنارہ نظر آنے لگتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہلال نظر آیا پھر یہ فاصلہ کسی مہینہ کی انتیس یا تیس کو کم رہتا ہے تو چاند باریک اور نیچا دکھائی دیتا ہے۔ اور کسی مہینہ میں یہ فاصلہ زیادہ ہوتا ہے تو چاند موٹا اور اونچا نظر آتا ہے۔

اب یہ جاننا چاہیے کہ کم از کم چاند سورج میں کتنا فاصلہ ہو تو ہلال نظر آئے گا اس کے لئے ہم علم الزیجات و التقادیم کی سیر کرتے ہیں جو علم ہئیت کی ایک فرع ہے تو معلوم ہوتا کہ علم ہئیت

والوں نے رصدگاہوں میں تجربہ کرکے یہ بتلایا ہے کہ کم ازکم یہ فاصلہ دس درجہ سے زائد قریبا ساڑھے دس درجہ ہونا چاہیے چنانچہ دس درجہ کے فاصلے پر چاند نظر نہیں آتا البتہ جب چاند سورج میں ساڑھے دس درجہ کا فاصلہ ہو تو ہلال نظر آئے گا۔

اب رویت ہلال کی اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ہم ہندوستان کے دو شہروں کو لیتے ہیں ایک : مشرقی ۔ دوسرا مغربی ۔ مثلا : کلکتہ اور ممبئی ۔ ان دونوں کے درمیان ایک گھنٹہ دومنٹ کا فرق ہے یعنی : جب کلکتہ میں آفتاب ہوتا ہے تو اس کے ایک گھنٹہ دومنٹ بعد ممبئی میں آفتاب ڈوبتا ہے اب کسی مہینہ کی انتیس تاریخ کو کلکتہ میں آفتاب غروب ہونے کے وقت چاند سورج کا فاصلہ دس درجہ ہو تو وہاں ہلال نظر نہ آئے گا مگر اسی روز ممبئی میں ایک گھنٹہ دومنٹ کے بعد آفتاب ڈوبے گا اور ایک گھنٹہ میں آدھا درجہ کا فاصلہ بڑھ جائے گا اس لئے چاند سورج میں ساڑھے دس درجہ کا فاصلہ ہوجائے گا اور ممبئی میں ہلال نظر آئے گا اس لئے ہندوستان کے دو شہروں میں اختلاف مطالع پایا جاتا ہے ۔

اسی طرح ایسے دو شہروں میں بھی اختلاف مطالع پایا جاتا ہے جن کے اوقات میں صرف آدھ گھنٹہ کے بعد یہ فاصلہ حدرویت کو پہنچ جائے اور وہاں ہلال نظر آئے یہ ہے قدیم علم ہیئت ۔جس کی تائید ایک حدی قرآن مجید کے مندرجہ ذیل آیات سے بھی ہوتی ہے :

أَلَمْ نَجْعَلِ الْأَرْضَ مِهَادًا 6 وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا 7 وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا 8 وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا 9 وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا 10 وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا 11 وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا 12 (سورة النباء) تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا 61 سورة الفرقان وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا (الانبياء :61) وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ 38 وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ 39 لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ 40 (سورة يس)

اس طرح کی بہت سی آیات قرآن مجید میں ہیں جن کو طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا گیا۔

اب آئیے ذرا جدید علم ہیئت کی فضا میں بھی چاند دیکھ لیں تاکہ فاضل محقق کو ای بات کا دکھ نہ ہو کہ ہم نے تو اتنی محنت سے جدید علم ہیئت کا لفظ استعمال کیا اور اس کسی نے اس کی قدر نہ کی۔

(2) جدید علم ہیئت میں آسمان کا وجود نہیں یہاں فضا ہی فضا ہے ۔ ار اس فضا میں آفتاب وماہتاب اور دوسرے سیارے ایک دوسرے سے متعینہ فاصلہ پر باہمی کشش کی وجہ سے قائم ہیں پھر چوں کہ سورج سب سے بڑا ہے اس لئے وہ تو کسی کے گرد نہیں گھومتا البتہ دوسرے سیارے سورج کے گرد گھومتے ہیں ۔ چنانچہ زمین بھی ایک سیارہ ہے جو سورج کے گرد بیضاوی راستہ پر ایک سال میں ایک چکر لگاتی ہے جس موسم کا اختلاف پیدا ہوتا ہے ۔ پھر ایک دوسری حرکت بھی کرتی ہے یعنی : اپنے محور پر 24 گھنٹے میں ایک دفعہ گھوم جاتی ہے جس دن رات پیدا ہوتے ہیں اور چوں کہ زمین اپنے محور پر مغرب سے مشرق کی طرف گھومتی ہے اس لئے مغرب طرف جاتا ہوا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ ریل گاڑی میں بیٹھے ہوں اور ریل گاڑی مشرق کی طرف جارہی ہو تو معلوم ہوتا کہ تمام درخت وغیرہ مغرب کی طرف چلے جاتے ہیں حالانکہ وہ اپنی کھڑے ہیں ۔ ریل گاری مشرق کی طرف جارہیہ ہے ۔ پھر آئیے چاند کو دیکھئے تو وہ زمین کے گرد ایک مہینہ میں ایک چکر لگاتا ہے یعنی : روزانہ 2 ردجے طے کرتا ہے اور اس طرح وہ سورج سے دور اور نزدیک ہوتا رہتا ہے بالکل نزدیک ہونے کی صورت میں چاند کا روشن حصہ پورا نظر آتا ہے اسی طرح کم وبیش فاصلہ پر روشن حصہ کم بیش نظر آتا ہے اور کم از کم چاند سورج سے ساڑھے دس درجہ فاصلہ پر تو ہلال نظر آتا ہے ۔ اب قدیم وجدید ہیئت کا فرق دیکھئے کہ وہاں آسمان ہے اور سورج زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے ار یہاں آسمان نہیں ہے اور سورج زمین کے گرد چکر نہیں لگا رہا ہے بلکہ زمین ہی سورج کے گرد چکر لگارہی ہے مگر رویت ہلال کی حقیقت وہی رہی اس میں کچھ فرق نہ پڑا اور اختلاف مطالع بھی اسی طرح ایک ملک کے دوشہروں میں پایا گیا کیوں کہ یہاں بھی ہر گھنٹہ میں سورج سے چاند کا فاصلہ آدھا درجہ بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے اس لئے ممکن ہے کہ ایک شہر میں چاند حدرویت کو نہ پہنچا ہو لہذا وہاں ہلال نظر نہ آئے اور دوسرے شہر میں جو گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کے فرق پر ہے وہاں چاند حدرویت کو پہنچ جائے اور ہلال نظر آجائے ۔ یہ ہے جدید علم ہیئت جس سے ناواقفیت کا طعن علماء شریعت کو دیا گیا ہے ۔

اب آئیے ذرا ڈیٹ لائن کی بھی سیر کرلیں :

(3) تاریخ کا بدلنا : ہم آپ سے پوچھیں کہ تاریخ کتنی دیر میں بدلتی ہے تو اگر آپ کے دماغ میں خلل نہیں ہے تو یقینا یہی کہیں گے کہ 24 گھنٹے میں تاریخ بدلتی ہے یعنی : اگر آج مغرب کے وقت کوئی تاریخ شروع تو 24 گھنٹے کے بعد کل مغرب ہی کے وقت یہ تاریخ بدلے گی اور دوسری تاریخ شروع ہوگی جیسا کہ اسلامی شریعت میں ہے ۔ اور اگر آج 12 بجے

دن کو کوئی تاریخ شروع ہوئی تو 24 گھنٹے کے بعد کل 12 بجے رات ہی کو یہ تاریخ بدل کر دوسری تاریخ شروع ہوگی جیسا کہ لندن والوں کو قرارداد ہے اب ہم طول بلد کو بھی سمجھ لیں تب ڈیٹ لائن پر چلیں۔ کرہ زمین پر قطبین کے درمیان شمالا جنوبا جو خطوط فرض کئے ہیں وہ خطوط البلد کہلاتے ہیں جیسے: ایک خربوزہ لے لیجئے اس پ رفاشول کے درمیان جو خطوط نصف دائرہ کے ی شکل میں ہیں ان کو خطوط طول البلد سمجھیئے۔ انھیں خطوط طول البد کے درمیان جو فاصلہ شرقا غربا پایا جاتا ہے اس کو طول البلد کہتے ہیں۔ لندن سے گذرنے والا خط طول البلد اس زمانے میں صفر درجہ مانا گیا ہے۔ چوکہ پورے دائرہ میں 360 درجہ ہوتے ہیں اس لئے نصف دور میں 180 درجہ ہوں گے۔ اب لندن پر پہنچیں گے۔ جب آفتاب 180 درجہ طول بلد پر پہنچتا ہے اس وقت لندن میں رات کا 12 بجے ہوتا ہے ے اسی وقت تمام دنیا میں تاریخ بدل جاتی ہے تاکہ دنیا کے تمام کاروبار اور نظام میں یکسانیت رہے اس لئے 180 درجہ طول البلد کو ڈیٹ لائن یعنی: خط تاریخ کہتے ہیں ورنہ قدرتا دنیا کے تمام کاروبار اور نظام میں یکسانیت رہے۔ اس لئے 180 درجہ خط طول البلد کو ڈیٹ لائن یعنی: خط تاریخ کہتے ہیں ورنہ قدرتا دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف اوقات میں تاریخ بدلتی رہتی ہے ے مثلا: جبکہ کلکتہ میں آفتاب غروب ہوا تو شرعا وہاں کی تاریخ بدل گئی پھر تین گھنٹہ کے بعد جب کہ مکہ معظمہ میں آفتاب غروب ہوا تو وہاں تاریخ بدل گئی۔ اسی طرح 12 گھنٹے کے بعد امریکہ میں آفتاب غروب ہوا تو وہاں کی تاریخ بدل گئی۔ اس طرح کلکتہ کے ایک گھنٹہ بعد ممبئی میں تاریخ بدل جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان اور امریکہ ہی کے دریمان قدرتا تاریخ میں فرق نہیں پڑتا بلکہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں قدرتا تاریخ میں فرق پڑتا رہتا ہے ے صرف اتنی بات ہے کہ دنیا کے کسی دو مقاموں کی قدرتی تاریخ میں ایک گھنٹہ کا فرق پڑتا ہے اور کسی دو مقاموں میں تین گھنٹہ کا اور کسی مقاموں میں چھ گھنٹے کا اور کسی دو مقاموں 13 گھنٹے کا فرق ہوتا ہے چنانچہ ہندوستان اور امریکہ میں چونکہ تاریخ 24 گھنٹے میں بدلتی ہے اس لئے ہندو اور امریکہ میں 12 گھنٹے تک موافقت رہتی ہے لہذا اگر اختلاف مطالع کا دارومدار تاریخ کے قدرتی فرق پر ہو تب بھی ہندوستان کے شہروں میں اختلاف مطالع پایا جاتا ہے۔

جدید علم ہیئت کی فضا دیکھ لی اور ڈیٹ لائن کی سیر بھی ہو چکی اب آئیے ذرا علماء شریعت کی خدمت میں چلیں دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں!!۔

(4) علماء شریعت نے اسلامی مسائل کے مصالح و حکم پر نظر رکھتے ہوئے بتایا ہے کہ اختلاف مطالع کے لئے دو مقاموں کے درمیان کم از کم اتنا فاصلہ ہونا چاہیے کہ ایک مہینہ کی راہ ہو پیدل چل کر یا اونٹ کی سواری سے۔ اب دیکھئے کہ اس لحاظ سے بھی ہندوستان کے دو شہروں کے درمیان اختلاف مطالع پایا جاتا ہے۔ رہا اختلاف مطالع کا اعتبار اور عدم اعتبار تو اس لحاظ سے تین علماء کے تین گروہ ہیں:

ایک گروہ: یہ کہتا ہے کہ اخلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے گا یعنی: جن مقاموں میں اختلاف مطالع پایا جاتا ہے ان میں اسک دوسرے کی رویت معتبر نہ ہوگی اور جن دو مقاموں میں مطالع نہیں پایا جاتا ان میں ایک دوسرے کی رویت معتبر ہوگی۔ یہ محققین کا مسلک ہے۔

دوسرا گروہ: یہ کہتا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے گا بلکہ ایک مقام کی رویت دوسرے مقام میں معتبر ہوگی خواہ دونوں مقاموں میں کتنا ہی زیادہ فاصلہ ہو عموما فتوی اسی دیا جاتا ہے۔

تیسرا گروہ: یہ کہتا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کیا جائے گا بلکہ ہر شہر میں اسی شہر والوں کی رویت معتبر ہوگی نہ دوسرے شہر کی۔

مندرجہ بالا غور کرنے کے بعد آئیے ے ذرا فاضل محقق کی علمی تحقیق پر ایک طائرانہ نظر ڈال لیں۔ سب سے پہلے آپ لکھتے ہیں کہ عام طور پر اختلاف مطالع ذکر کیا جاتا ہے لیکن اس کا مفہوم متعین نہیں کیا جاتا۔

اب اگر ہیئت وجغرافیہ کے لحاظ سے مفہوم مراد ہے تو علم الافلاک والہیئات میں اس کا مفہوم متعین کر دیا گیا ہے جیسا کہ بیانات بالا سے معلوم ہو چکا اور کتب ہیئت مثلا: حواشی شرح چغمنبی وغیرہ میں مذکور ہے اسی طرح کتب علم الزیجات والتقادیم مثلا: زیج بہادر خانی وغیرہ میں بھی موجود ہے اور اگر شرعا مفہوم مراد ہے تو علماء شریعت نے بھی اختلاف مطالع کا مفہوم متعین کر دیا ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ یا اس سے زائد کی راہ میں ہتہ ان میں اختلاف مطالع ہے اور اس سے کم میں نہیں جیسا کہ بحر الجواہر اور جامع الرموز وغیرہ کی عبارت شرح مراقی الفلاح کے حوالہ سے مولانا عبدالحئ صاحب نے نقل کی ہے: أقل ما تختلف فيه المطالع مسيرة شهر اور ردالمختار میں ہے: قدر البعد الذي تختلف فيه المطالع مسيرة شهر فاكثر (ردالمختار 2/105)

اب کہنا کہ اختلاف مطالع کا مفہوم متعین نہیں کیا جاتا۔ کیسی علم و تحقیق کی بات ہے۔ پھر آگے بڑے شدومد کے ساتھ آپ فرملاتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا یہ مفہوم نہیں کہ کسی ملک کے دو شہر کے طلوع وغروب کے مابین ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ کا فرق ہو۔ اختلاف مطلع کہ یہ مطلب ہرگز نہیں۔ ناظرین کو معلوم ہوچکا ہے کہ قدیم وجدید علم ہئیت اور شریعت میں اختلاف مطالع کا یہی مفہوم ہے۔ اس کا انکار محض اس لیے کیا گیا ہے کہ لفظ ڈیٹ لائن کسی طرح استعمال کیا جائے چنانچہ آگے چل کر لکھتے ہیں: پس اختلاف کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں کی تاریخ اور ایام میں فرق پڑجاتا ہے جس کو دفع کرنے کے لئے موجود زمانہ میں 180 درجہ طول بلد پر ایک ڈیٹ لائن یا تاریخ بدلنے والا خط فرض کرلیا گیا ہے۔

ناظرین کو معلوم ہوچکا ہے کہ تاریخ میں فرق کیسے اور کتنا پڑتا ہے۔ نیز وہ ڈیٹ لائن کی بھی سیر کرچکے ہیں۔ لہذا وہی فیصلہ فرمائیں کہ اختلاف مطالع کو ڈیٹ لائن سے کیا واسطہ ہے۔ یہ انوکھا اور من گھڑت مفہوم بتلانے کے بعد بڑے جوش وخروش کے ساتھ آپ فیصلہ فرماتے ہیں: (یہ ہے اختلاف مطلع کا مفہوم)۔ آگے چل کر آپ لکھتے ہیں (لہذا ممکن ہے کہ امریکہ میں ایک دن ہلال نظر آئے اور ٹھیک اسی دن ہندوستان میں نظر نہ آئے کیوں کہ جس وقت امریکہ ہلال طلوع کرے گا اس وقت ہندوستان میں صبح کا وقت ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ طلوع ہلال وقت نہیں ہے) اس میں دعوی تو آپ نے یہ کیا کہ امریکہ اور ہندوستان کی رویت میں اختلاف ممکن ہے اور ظاہر ہے کہ یہاں ممکن آپ نے امکان خاص کے معنی میں استعمال کیا ہے اور دلیل آپ نے وجوب کی پش کی ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ وجوب امکان خاص کا فرد نہیں۔ یہ ہے آپ کا مبلغ علم جس پر آپ کو بڑا فخر وناز ہے اور بڑے ناز وانداز کے ساتھ آپ فرماتے ہیں: (پس اس علمی تحقیق کس درجہ میں ہے اور ہندوستان کے دوخطہ کے مابین اختلاف مطلع نہیں ہے)۔ اب ناظرین ہی اس فیصلہ کریں کہ یہ علمی تحقیق کس درجہ میں ہے اور ہندوستان کے دوخطہ کے مابین اختلاف مطلع نہیں)۔ اب ناظرین ہی اس کا فیصلہ کریں کہ یہ علمی تحقیق کسی درجہ میں ہے اور ہندوستان کے دوخطہ کے مابین اختلاف مطلع ہے یا نہیں؟۔ پھر جدید علم ہئیت کا بھوت اس طرح آپ پر سوار ہے کہ آپ نے مبہوت ہوکر آخر میں یہ لکھ دیا کہ: (جو لوگ علم ہئیت سے ناواقف ہیں اور اختلاف مطلع کا مفہوم نہیں سمجھتے وہی لوگ ایک بلد کی رویت دوسرے بلد کے لئے تسلین نہیں کرتے اور یہ محض جہالت کی وجہ سے ہے) اللہ اللہ آپ نے وہ لکھ دیا ہے جسے پڑھ کر عقل وہوش نے سر پیٹ لیا اور دین وایمان کانپ اٹھا یعنی: ساڑھے تیرہ سو برس سے جو علماء اسلام اس مسلک کے ہوئے ہیں وہ سب جاہل تھے۔ اور اختلاف مطلع کا مفہوم نہیں سمجھتے تھے۔ یہ مسلک تو حضرت عبداللہ بن عباس اور بعض دوسرے صحابہ وتابعین کا بھی ہے۔ اور امام نووی نے ایک باب ہی اس عنوان سے باندھ: باب بیان أن لکل بلد رؤیتھم وأنھم إذا رأوا الھلال ببلد لا یبت حکمہ لما بعد عنھم اور اس باب میں وہی کریب والی حدیث لائے ہیں جس میں عبداللہ بن عباس کا مسلک مذکور ہے۔ اب دیکھئے آپ نے کس کو جاہل کہا! ایک صحابی رسول حبر الامہ ترجمان القرآن رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس کا وبھ جاہل کہہ دیا۔

سنئے: اختلاف مطالع کے مفہوم میں باہم اختلاف نہیں ہے اس کے حکم میں اختلاف ہے: یہ کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کیا جائے؟ یا نہ کیا جائے اور علماء سلف اختلاف مطالع کا مفہوم خوب سمجھتے تھے اور سمجھ ہی کر اس کے حکم میں اختلاف کیا ہے یعنی بعض نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا اور بعض نے نہ کیا جیسا کہ اس لحاظ سے علماء کا تین گروہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ اب میں ناظرین سے رخصت ہوا۔

نوٹ: مضمون کو صحیح طور پر سمجھنے کے مندرجہ ذیل نقشوں پر غور کیجئے:

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الصیام

صفحہ نمبر 158